خطبۂ استقبالیہ

چوتھی سالانہ کانفرنس انجمن اساتذہ ممالک محروسہ سرکار عالی

از

سید بدر الدین

صوبہ دار صوبہ ورنگل

ہنمکنڈہ ورنگل

۹ر اسفندار سنہ ۱۳۵۰ف

مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل پرنٹرز حیدرآباد دکن

خطبہ استقبالیہ

آل حیدرآباد ٹیچرز کانفرنس

اجلاس چہارم بمقام ورنگل

معزز خواتین و حضرات!

میں انتہائی مسرت کے ساتھ تمام باشندگان شہر ورنگل کی طرف سے آپ تمام خواتین و حضرات کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ ورنگل جو کسی زمانے میں بڑے بلند حوصلہ راجاؤں کی راجدھانی اور جنوبی ہندوستان کے بہترین شہروں میں تھا۔ ایک عرصہ دراز کی گمنامی کے بعد پھر ایکبار اعلیٰحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ کے مبارک عہد میں سرکار عالی کی فیاضانہ پالیسی اور خصوصی توجہات سے اپنی عظمت گذشتہ و رونق رفتہ کو حاصل کر رہا ہے۔ جامعہ عثمانیہ کی صورت میں علم و فن کا جو عظیم الشان سرچشمہ بلدہ حیدرآباد میں جاری فرمایا گیا ہے اس سے یہ شہر بھی کما حقہ سیراب ہو رہا ہے

تعلیم سے قطع نظر دیگر شہری ترقیوں کے اعتبار سے بھی یہ شہر ریاست حیدرآباد میں بہت کچھ ممتاز ہے آپ نے اس دفعہ اپنا سالانہ اجتماع یہاں مقرر کر کے ہم سب کو ممنونیت کا موقع عطا فرمایا ہے۔

انجمن اساتذہ ملک سرکار عالی جس کی یہ چوتھی سالانہ کانفرنس ہے ملک کے اس طبقہ کی کانفرنس ہے جس کی کوششوں کے ساتھ ملک کی آیندہ تمام ترقیاں وابستہ ہیں۔ اساتذہ کا گروہ ہمارے معاشرت (سوسائٹی) کا سب سے زیادہ قابل احترام طبقہ ہونا چاہئے۔

یہ وہ جماعت ہے جس کے ذمہ جہالت کی تاریکی کو دور کرنا۔ علم کی روشنی پھیلانا اور ملک کے نونہالوں کی سیرت اور کردار کو بنانے کے جیسے اہم کام ہیں۔ دولت وحکومت اعزاز ومنفعت کے تمام خوش آیند خیالات سے الگ ہو کر محض علم کی شمع برداری کو اپنی زندگی کا مطمح نظر بنانا ان کا فریضہ ہے۔ سادہ زندگی اور اعلیٰ خیالی اساتذہ کی زندگی ہونی چاہئے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو خلوص دل اور سچے احساس کے ساتھ ایسے کام میں منہمک ہیں اور ایسے بلند نصب العین کو حاصل کرنے میں دن رات معروف ومشغول ہیں۔

اساتذہ کی زندگی کے اس اعلیٰ نصب العین اور قومی زندگی میں اس گروہ کی حقیقی عظمت ومنزلت کے مدنظر ان کی معاشی اور معاشری حالت ضرور قابل توجہ واصلاح ہے۔ اساتذہ کی توجہات جب تک دوسری فکروں سے ہٹ کر محض علم وحکمت کی اشاعت اور کردار سازی پر مرکوز نہ ہونگی صحیح معنوں میں تعلیمی ترقی اور قومی ترقی ممکن نہیں۔

میری رائے میں جہاں اساتذہ کے ذہنوں میں یہ چیز جاگزیں ہونی چاہئے کہ سادہ زندگی اور اعلیٰ خیالی ان کی متاع حیات ہو وہاں ان کی معاشی حالت کی اصلاح اور معاشری وقار کا استقرار بھی نہایت ضروری ہے جب ہم اس قابل احترام گروہ کو وہ اعزاز واکرام نہیں دیں گے جس کا وہ مستحق ہے اور جب تک خاص وعام کے دلوں میں ان کی حقیقی عزت نہ ہوگی یہ توقع نہیں کی جاسکتی ہے کہ وہ خودداری کے پاکیزہ وصف سے متصف ومملو ہو کر ملک کے نونہالوں کو بھی اسی جذبہ کی تعلیم دے سکینگے۔ ساتھ ہی ساتھ ارباب حل وعقد کا یہ فریضہ ہے کہ اساتذہ کے انتخاب میں خاص توجہ اور کوشش سے کام لیں۔۔ اس امر کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ ہر لکھا پڑھا شخص استاد نہیں بن سکتا جب تک کہ اس شخص کو تعلیم سے خاص شغف ودلچسپی نہ ہو اور ملک وقوم کی فلاح وبہبودی کا خیال واحساس نہ ہو۔ انتخاب میں صحیح معیار کا لحاظ رکھکر ایسے اشخاص کا انتخاب ہونا چاہئے جو حقیقی معنوں میں استاد ہوسکتے ہیں اور ایسے اشخاص کو ان کی قابلیت کے لحاظ سے کافی تنخواہ ملنی چاہئے جس سے وہ اپنے وقار کو قائم رکھکر تعلیم وتدریس میں منہمک رہ سکیں۔

اساتذہ کی اس کانفرنس کا مقصد اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا اور فرائض مفوضہ کو بہتر سے بہتر طریقے پر انجام دینے کی تدابیر تلاش کرنا ہے۔ کانفرنس کا یہ اعلیٰ مقصد خود اس بات کی بین

دلیل ہے کہ اس گروہ میں کس قدر فرض شناسی اور ذوقِ خدمت گزاری ہے۔

معزز حضرات! خاص تعلیمی مسائل اور فنی مباحث میں میری حیثیت ایک غیر فن داں (Layman) کی ہے۔ آپ حضرات اپنے اجتماعات و سالانہ اور ماہانہ مجالس میں اپنے تجربات اور ذاتی مشاہدات و خیالات کی روشنی میں تعلیم کی نئی ترتیبوں کے بارے میں جو کچھ غور و فکر بحث و تمحیص فرماتے ہیں وہ یقیناً ہمارے ہونہاروں کے حق میں ہر طرح مفید ثابت ہوتا ہے۔ آپ کے مباحث سے تعلیمی مسائل کا حل مقصود ہے اور ان پر آپ فن کارانہ انداز میں غور فرماتے ہیں۔

میں اس موقع پر اس تعلق سے کہ تعلیم عامہ سے دلچسپی ہر شہری کا فریضہ ہے۔ تعلیم کے چند عام پہلوؤں پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ بچے کو تعلیم دلانے کے لئے ماں باپ کی ساری تگ و دو اور تعلیم دینے میں استاد کی ساری جد و جہد کی کامیابی اس میں ہے کہ بچے کی فطرت کا مطالعہ کر کے اس کے مطابق تعلیم دی جائے جیسا کہ ورڈس ورتھ کے مشہور مقولہ کی اردو کے کسی شاعر نے یوں ترجمانی کی ہے

طفلِ ناداں درحقیقت آدمی کی اصل ہے — اس کے ہر اک فعل سے شانِ جوانی ہو عیاں
اس تنِ خاکی کو جن جذبات میں ہوگا کمال — اس کا مل جاتا ہے ہم کو شیرخواری میں نشاں

بچے کی فطرت کے مطالعہ میں تعلیم کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ بچے کے طبعی میلانات اور اس کی قدرتی صلاحیتوں کو معلوم کر کے جو تعلیم دی جاتی ہے اس سے یقیناً بہترین اثرات مترتب ہوتے ہیں۔ اگرچہ والدین کا بھی فرض ہے کہ اپنے بچے کی فطری صلاحیتوں سے باخبر ہوں اور اسی کے بموجب اس کی آئندہ زندگی کی داغ بیل ڈالیں لیکن خاص و عام سب ہی بچوں کو اساتذہ کے حوالہ کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا فرض ادا ہو گیا ایسی صورت میں اور خاص طور پر اس لئے کہ بچوں کی فطرت کے مطالعے کے اچھے مواقع اساتذہ ہی کو حاصل ہوتے ہیں اساتذہ صاحبان کو چاہئے کہ وہ تعلیم کے دوران میں اس بنیادی عنصر کو ہر وقت پیش نظر رکھیں اور اس بارے میں والدین کو بھی حسب ضرورت مشورہ دیتے رہیں۔

بچوں کی تعلیم میں مدرسہ اور گھر۔ استاد اور والدین دونوں کا تعاون عمل مقصد تعلیم کے حصول اور کامیابی کے لئے از بس ضروری ہے اور موجودہ دور کی تعلیمی بے راہ روی کی جب کچھ اصلاح اس سے ممکن ہے اگر اساتذہ صاحبان اس طرف توجہ فرمائیں اور وقتاً فوقتاً طلباء کے والدین اور اولیاء کو تعاون عمل کی دعوت دیں اور اس میں ان کے بچوں کی تعلیمی ترقی میں عملی طور پر دلچسپی لینے کے مواقع

فہمیا فرمائیں تو یقین ہے کہ اس سے اساتذہ صاحبان کی جد و جہد بہت زیادہ کامیاب اور مفید ثابت ہوگی اور اساتذہ اور والدین کے میل جول سے ایک طرح کا ربط پیدا ہوکر مقصد کے حصول میں نہایت مفید ثابت ہوگا ۔

اس مقصد کے پیش رفت میں یہ ضروری ہے کہ اساتذہ سوشل سروس میں دلچسپی لیں عموماً اون لوگوں میں جن کے ذرائع آمدنی محدود ہیں یا جو عسرت میں زندگی بسر کرتے ہیں صفائی کا خیال کم ہوتا ہے اور بچے جو اس ماحول میں پلتے ہیں ان کے لئے مدرسہ کی تعلیم جیسی کہ چاہئے مفید ثابت نہیں ہوتی اس لئے اساتذہ کیلئے یہ ضروری ہے کہ ایسے اشخاص کو ان کے جسم اور مکانات کی صفائی کی طرف توجہ دلاتے رہیں (Sanitation) حفظان صحت کے عمدہ طریقوں سے انہیں آگاہ کرتے رہیں ۔

حیدرآباد میں ہمارے علم پرور بادشاہ اعلحضرت سلطان العلوم خلداللہ کی فیاضی اور رعیا دلی سے تعلیم پر جس قدر کثیر رقم صرف کیجارہی ہے اور ملک کے گوشے گوشے میں علم کی روشنی پھیلانے کیلئے جو کوششیں کی جارہی ہیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں لیکن باوصف اس کسی ملیخ کے ابھی ہمارے ملک میں تعلیم یافتوں کا فیصد ہندوستان کے بعض صوبوں اور بعض دیسی ریاستوں کے مقابلے میں بہت کم ہے اس کی خاص وجہ تعلیم سے پبلک کی بے توجہی ہے توسیع و ترقی کے بارے میں اس وقت تک جو کچھ کیا گیا ہے وہ محض ہماری مہربان و فیاض حکومت کی طرف سے ہے

رپورٹ نظم و نسق سرکار عالی اور رپورٹ ہائے سررشتہ تعلیمات سے واضح ہورہا ہے کہ فی الوقت ممالک محروسہ سرکار عالی میں تقریباً ۵۱ ، ہزار سرکاری مدارس تحتانیہ قائم و جاری ہیں جن میں تین لاکھ کے قریب طلباء زیر تعلیم ہیں اور تقریباً ۲۸ لاکھ کی سالانہ مصارف عائد ہوتے ہیں ، ہماری فیاض و رعایا پرور گورنمنٹ نے توسیع تعلیم ابتدائی کی ایک ہمہ گیر اسکیم منظور کی ہے ، جسکا نفاذ سنہ ۱۳۴۹ف سے ہوچکا ہے اور جدید تحتانیہ مدارس کے افتتاح کے لئے ۱۲½ لاکھ روپیوں کی ایک کثیر رقم منظور فرمائی ہے اس اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے ہر ایسے موضع و قصبہ میں جس کی آبادی ایک ہزار یا اس سے زاید ہو ایک سرکاری مدرسہ جاری ہوسکے نیز جملہ مدارس لوکلفنڈ کو مدرشاہی میں منتقل کر دیا جائے اور ان جملہ مدارس تحتانیہ کے لئے تعمیر

اکمنہ کے لئے مدد نوکلفنڈ سے ۱۲ لاکھ روپیہ کی ایک کثیر رقم بھی منظور فرمائی ہے جس کا سلسلہ تعمیر آغاز ہو چکا ہے۔ اور اس اسکیم کے لئے بھی پانچ سال کی مدت مقرر ہوئی ہے توسیع تعلیم ابتدائی کے لئے مندرجہ بالا رقومات کی منظوری اپنی آپ نظیر ہے جس کی مثال آجکل کے جیسے معاشی پستی کے کے زمانے میں ملنا محال ہے۔ نہ صرف توسیع تعلیم ابتدائی و دیگر اکمنہ مدارس تحتانیہ کی طرف ہی توجہ و فیض شاہانہ مبذول ہوا ہے بلکہ مرکزی اسکیم کے تحت جملہ مدارس ثانویہ کی بھی تنظیم کی جا کر اس میں تعلیم سائنس و دستکاری کا خاص و لازمی انتظام کیا گیا ہے جو آجکل کی جملہ پیشہ ورانہ صنعتی و تجارتی زندگی کی بنیاد ہے۔ ہر دو فنون کی تعلیم کے لئے کثیر مصارف ابواب مشترکہ کی رقوم بھی فراہم کر دیگئی ہیں۔ تاکہ ہر دو کے تجربات میں مدرسین اور طلبا کو سہولت ہو۔

رعایا اور عوام الناس میں تعلیم کی ضرورت کا کما حقہٗ احساس نہیں ہے۔ تعلیمی اوقاف۔ تعلیمی وظائف اور تعلیمی انعامات وغیرہ کی صورت میں پبلک کے مخیر افراد کی طرف سے کہنا چاہئے کہ کوئی چیز قائم نہیں کی گئی۔ تعلیم بالغان جیسے مفید تحریک کو بھی کامیاب بنانے میں عوام الناس نے اپنا پورا حق ادا نہیں کیا۔ تعلیم یافتہ افراد کے لئے پبلک کتب خانوں کے قیام کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ ان حالات میں عوام الناس میں تعلیم سے دلچسپی پیدا کرنے کا مشکل کام بھی اساتذہ ہی کے ذمہ عائد ہوتا ہے۔

یہاں حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کا ذکر بے موقع نہ ہوگا یہ ایک واحد پبلک ادارہ ایسا ہے جو تعلیمی بیداری پیدا کرنے میں تقریباً ربع صدی سے مصروف ہے اگرچہ اس کی مساعی کی بدولت بہت سی مفید تعلیمی تحریکیں کامیاب ہوئیں اس کی مالی امداد سے سینکڑوں ہزار نونہالان ملک زیور علم سے آراستہ ہو کر ملک و ملت کی خدمت انجام دے رہے ہیں لیکن اس واحد ادارے کی کوششوں سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو پبلک کی مساعی کچھ بھی نہیں ہیں۔ اس جمود کو توڑنے اور عام طور پر تعلیمی بیداری پیدا کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ اساتذہ صاحبان ہی آگے بڑھیں اور اپنی خاص توجہ سے کام لیکر تعلیم بالغان کی اسکیم کو کامیاب بنائیں۔

حضرات! اب میں ان امور کی طرف اشارہ کرنے کی معافی چاہتا ہوں جو میرے خیال میں قابل توجہ ہیں۔ جسمانی تعلیم کی طرف کافی توجہ کی ضرورت ہے اگرچہ مدارس میں کھیلوں

نمو کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ہر سال ٹورنامنٹ اور مقابلے بھی ہوتے ہیں ڈرل اور ورزش جسمانی کے معلمین بھی مقرر ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ جد و جہد ناکافی ہے۔

میری رائے میں ہر معلم کو معلم تعلیم جسمانی بھی ہونا چاہیئے۔ ہر مدرسہ میں پڑھنے والے بچے کے لئے کسی نہ کسی قسم کے مناسب ورزش جسمانی اور کھیل کا انتظام کیا جانا ضروری ہے۔

میرا خیال ہے کہ پلے فار آل کی عام تحریک پر جملہ مدارس میں اگر اس کی حقیقی اسپرٹ کے ساتھ عمل کیا جائے تو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ ہماری فیاض گورنمنٹ نے ایک کالج فزیکل ایجوکیشن کے لئے قائم کر رکھا ہے لیکن ابھی جملہ مدارس میں ایسے فزیکل ٹرینڈ معلمین فراہم نہیں ہوئے ہیں جو جسمانی تعلیم و تربیت کی فنی و ماہرانہ نقطۂ نظر سے نشو و نما کر سکیں۔ موجودہ صورت حال یہ ہے کہ جو بچے کھیل کے شائق ہوتے ہیں صرف وہی کھیلوں میں حصہ لیتے ہیں پڑھنے لکھنے سے زیادہ کھیل کود میں انہماک رہتا ہے۔ جو کسی طرح درست نہیں ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ہر بچہ کسی نہ کسی ورزشی کھیل میں تھوڑی بہت دلچسپی ضرور لے۔ مدرسہ کا ہر استاد اپنی جماعت کے طالب علموں کی جسمانی حالت سے پوری طرح واقف ہو اور ان کی جسمانی کمزوری کو بھی اسی طرح رفع کرنے کی فکر کرے جس طرح وہ ان کی تعلیمی کمزوریوں کو دور کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔

"طاقتور جسم اور صحیح دل و دماغ لازم و ملزوم ہیں" یہ زرین اصول ہمیشہ اساتذہ کے پیش نظر رہنا چاہیئے اور اسی کوشش کرنی چاہیئے کہ ذہنی ترقیوں کے ساتھ ساتھ جسمانی ترقی کا سلسلہ بھی برابر جاری رہے۔

اور ایک امر جو اساتذہ صاحبان کی توجہ کا محتاج ہے وہ طلبا میں بے جا تفاخر اور تعزز کا خیال ہے طالب العلم اپنے ذاتی اور عام طور پر گھر کے کام کاج کرنے اور اپنی مدد آپ کرنے سے کتراتے اور دوسروں سے کام لینے کے خواہشمند نظر آتے ہیں۔ حالانکہ اس کے برخلاف انہیں چاہیئے کہ خود اپنی آپ مدد کریں اور حتی الامکان دوسروں کی بھی مدد کریں اس طرح حقیقی جذبات کشائی کا ثبوت دیں۔ تعلیم کے یہ پہلو ایسے ہیں جن کی اصلاح جماعت سے زیادہ زمانہ از مصروفیات اور غیر درسی مشغولیات کے سلسلہ میں کیجا سکتی ہے، سرگرم اور جوشیلے اساتذہ سے توقع ہے کہ وہ ان ضروری امور کی طرف اپنی توجہ مبذول کر کے آئندہ نسلوں کو کیا باعتبار علمی ترقیوں کے اور کیا باعتبار جسمانی صحت اور تندرستی کے موجودہ نسل سے ہر طرح بہتر شہری

اور بہتر انسان بنائیں گے آخر میں اساتذہ صاحبان کی توجہ ایک اور خاص امر کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں:

ہندوستان میں عام طور پر سیاسی اور فرقہ وارانہ مناقشات کی جو صورت حال رونما ہے اس سے آپ حضرات بخوبی واقف ہیں اور یہ بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ بدقسمتی سے ہمارے ہونہار اور نونہال طلباء اس میں بلا سوچے سمجھے زیادہ حصہ لینے لگے ہیں۔ میرے خیال میں طلباء کو اس قسم کی مصروفیت اور اس کے اثرات سے محفوظ رکھنے کا کام بھی اساتذہ ہی بہتر طریقہ پر انجام دے سکتے ہیں اور اس کے لئے بہترین طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ طلباء میں گہرا تعلیمی میلان پیدا کرنے کے ساتھ ہی ساتھ ماوراء نصاب دیگر مفید مصروفیات میں انہیں ایسا مشغول رکھا جائے کہ ان غیر ضروری سرگرمیوں کی طرف توجہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے اساتذہ صاحبان کو یہ محسوس کرنا چاہیے کہ ان کا یہ ایک اہم اور مقدس فریضہ ہے کہ طلباء کو صلح و آشتی رواداری و ہم آہنگی کے سبق ذہن نشین کرائیں اور ان کے دل و دماغ میں تعصب اور فرقہ وارانہ فاسد خیالات کو جاگزیں ہونے نہ دیں۔ آج کے طالب علم بھی کل کے شہری ہونے والے ہیں اور تعلیم کا زمانہ فی الحقیقت وہ زمانہ ہے جس میں اساتذہ طلباء کو آئندہ زندگی کے لئے تیار کرتے ہیں اس لئے اس ابتدائی زمانہ میں ہی کافی احتیاط سے فرقہ وارانہ غلط خیالات کی بیخ کنی ہونی چاہیے تاکہ طلباء آگے چل کر اچھے اور امن پسند شہری ثابت ہوں۔

میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اساتذہ اگر اپنے اس اہم فریضہ کو واقعی اہم اور ضروری محسوس فرما کر اس خصوص میں توجہ فرمائیں تو بہت آسانی سے اور احسن طریقہ پر ملک کی یہ ایک نہایت زبردست اور مہتم بالشان خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ اور اس کے خلاف اگر وہ اس کو غیر اہم یا اپنے فرائض سے خارج سمجھ کر بے اعتنائی برتیں یا چشم پوشی فرمائیں یا خود بدولت ان کو ایسے معاملات میں حصہ لینے کی ترغیب دیں یا خود ہی سیاسیات میں حصہ لیں تو معاف فرمائیے اگر میں یہ عرض کروں کہ اس کی ذمہ داری بڑی حد تک عنداللہ و عندالناس انہی پر عائد ہوگی اور وہ اس کی نسبت جواب دہ ہوں گے۔

میں آپ حضرات کا ممنون ہوں کہ آپ نے توجہ سے میرے خیالات کو سماعت

فرمایا۔ میں مکرر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ خداوند ذوالجلال ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیٰحضرت سلطان العلوم خلد اللہ ملکہٗ کی عمر و اقبال میں ترقی دے جس کے سایۂ عاطفت میں رعایائے حیدرآباد ہر طرح امن و چین کی زندگی بسر کرتے ہوئے علم و صنعت و تہذیب و تمدن کی گوناگوں برکات سے مستفید ہو رہی ہے۔

آمین ثم آمین۔

سید بدر الدین

صوبہ دار صوبہ ورنگل